Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ

الفضل

ربوہ

فون ۴۴۹

ایڈیٹر: نسیم سیفی

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۵ / ۴۰	ہفتہ ۱۶ رشوال ۱۴۱۰ھ ، ۱۲ ہجرت ۱۳۶۹ ہش ، ۱۲ مئی ۱۹۹۰ء	نمبر ۱۰۶

انقلابات برپا کرنے کا ذریعہ

"اتنے بڑے انقلابات ہم نے برپا کرنے ہیں کہ لقاء کے بغیر ناممکن ہے کہ ہم اس کام کو سرانجام دے سکیں۔ پس اس کی اہمیت کو سمجھیں۔ جتنے زیادہ صاحب لقاء جماعت احمدیہ کو نصیب ہوں گے اتنے ہی جلدی بڑے بڑے عظیم الشان انقلاب دنیا میں برپا کرنے کی ہمیں توفیق عطا ہوگی۔ اللہ کرے کہ جلد تر ہمیں یہ توفیق نصیب ہو"۔

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ۔ الفضل ۱۸ اپریل ۱۹۹۰ء صٓ کالم ۲)

ارشاداتِ عالیہ حضرت اقدس بانیٔ سلسلۂ عالیہ احمدیہ

"میرا مذہب بیماریوں کے ذریعہ سے شفا کے متعلق ایسا ہے کہ جتنا میرے دل میں ہے اتنا میں ظاہر نہیں کر سکتا۔ طبیب ایک حد تک چل کر ٹھہر جاتا ہے اور مایوس ہو جاتا ہے۔ مگر اس کے آگے خدا تعالےٰ دعا کے ذریعہ سے راہ کھول دیتا ہے۔ خدا شناسی اور خدا تعالےٰ پر توکل اسی کا نام ہے کہ جو حدیں لوگوں نے مقرر کی ہوئی ہیں اُن سے آگے بڑھ کر رجا پیدا ہو ورنہ اس میں تو آدمی زندہ ہی مر جاتا ہے۔ اس جگہ سے اللہ تعالےٰ کی شناخت شروع ہو جاتی ہے۔ مجھے ایسے معاملات میں مولوی رُومی کا یہ شعر بہت پسند آیا ہے ؎

اے کہ خواندی حکمتِ یونانیاں
حکمت ایمانیاں را ہم بخواں

عالم لوگوں کے نزدیک جب کوئی معاملہ یاس کی حالت تک پہنچ جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ اندر ہی اندر تصرفات شروع کرتا ہے۔ اور معاملہ صاف ہو جاتا ہے۔

دُعا کے واسطے بہت لوگوں کے خطوط آتے ہیں۔ ہر ایک کے لئے جو دعا کے واسطے لکھتا ہے دعا کرتا ہوں۔ لیکن اکثر لوگ دعا کی فلاسفی سے ناواقف ہیں اور نہیں جانتے کہ دعا کے ٹھیک ٹھکانہ پر پہنچنے کے واسطے کس قدر توجہ اور محنت درکار ہے۔ دراصل دعا کرنا ایک قسم کی موت کا اختیار کرنا ہوتا ہے"۔

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۳۸۶-۳۸۷)

شادی بیاہ کے موقع پر کھانے میں افراط و تفریط کی بجائے درمیانی رستہ اختیار کیا جائے

ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جس کا تعلق حلال یا حرام سے ہے۔ یہ معاشرتی مسائل ہیں جو بعض خاص زمانے یا وقتی صورتِ حال سے تعلق رکھتے ہیں اور بعض خاص مصلحتوں کی بناء پر ایسے اقدامات کئے جا سکتے ہیں۔ حضرت فضل عمر نے جب اس سے منع فرمایا تو اس وقت رخصتانہ کے موقع پر چائے وغیرہ کی دعوت کا اہتمام کیا جاتا تھا اور آہستہ آہستہ اس میں تکلّف اور دکھاوا شروع ہوگیا۔ امراء زیادہ شان و شوکت کا مظاہرہ کرنے لگ گئے تھے اور ایسی رسوم و رواج کی طرف قدم اُٹھنے شروع ہو گئے جن سے مذہب نے ہمیں نجات دلائی ہے۔ خصوصاً غرباء کیلئے بہت مشکل پیدا ہوگئی۔ اور انہیں قرض لے کر اس قسم کی دعوتوں کا انتظام کرنا پڑتا تھا۔ چنانچہ ایسے وقت میں حضرت فضل عمر نے فرمایا کہ اگر صرف غرباء کو منع کروں تو ان کی دل شکنی ہوگی اور معاشرے میں ایک طبقاتی فرق پیدا ہو جائے گا۔ لہٰذا اس وقت کی معاشرتی ضروریات کے پیشِ نظر آپ نے سب افرادِ جماعت کو ممانعت فرما دی۔ بعد میں جب معاشرتی معیار

باقی صٓ کالم ۱ پر

تقریب شادی

روزنامہ الفضل ربوہ کے مینیجر و پبلشر مکرم آغا سیف اللہ صاحب مربی سلسلہ کی صاحبزادی عزیزہ مکرمہ عائشہ طیبہ صاحبہ کی تقریب رخصتانہ بہمراہ عزیزم مکرم طاہر احمد شمس ابن مکرم کیپٹن (ریٹائرڈ) محمد صدیق صاحب فیکٹری ایریا ربوہ بتاریخ ۴ مئی ۱۹۹۰ء چھ بجے شام انجام پائی۔

موقعہ کی مناسبت سے محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب نے فرمایا کہ ہماری عزیزہ جن کی رخصتی کی یہ تقریب ہے مکرم آغا سیف اللہ صاحب مینیجر الفضل کی صاحبزادی ہیں۔ مکرم آغا سیف اللہ صاحب مربی سلسلہ ہیں اور بڑے احسن رنگ میں اور بڑے خلوص سے جماعتی خدمات بجا لانے کی توفیق پا رہے ہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ انہوں نے جس خاندانی ماحول اور آرام و سکون کی زندگی کو چھوڑ کر عین نوجوانی کے عالم میں احمدیت قبول کی تھی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خاندانی شرف و عزت اپنی جگہ لیکن جو شرف جماعت احمدیہ کے ذریعے ایک احمدی کو حاصل ہوتا ہے وہ کئی پہلوؤں سے برتری رکھتا ہے۔ اس وقت معاشرے میں تضادات غالب آچکے تھے جماعت احمدیہ ان تضادات کو دور کرنے کی کوشش کرتی ہے اور جو شخص اپنے اعزہ اور ماحول کی قربانی دے کر آتا ہے اس کو اس کے نعم البدل کے طور پر بڑھ کر محبت اور قربانی کرنے والے دوست اور ساتھی اس کو عطا ہوتے ہیں۔

محترم مولانا نے بعض نہایت کارآمد نصائح کے بعد فرمایا دعا کریں اللہ تعالےٰ ہماری اس عزیزہ کو نہایت سکھ والی، صاحب ایمان اور صالح لوگوں کی زندگی

باقی صٓ کالم ۱ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس، ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی، ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۲؍ ہجرت ۱۳۶۹ ہش ۱۲؍ مئی ۱۹۹۰ء

طبیعت بدل سکتی ہے

کوئی شخص غلط رویّہ اختیار کرے تو لوگ بڑی بے ساختگی سے کہہ دیتے ہیں۔ دیکھا یہ ہے اس کی طبیعت۔ اور یہ بات کہہ کر وہ اس کے غلط رویّہ کو یوں نظر انداز کر دیتے ہیں گویا یہ بات تو ہونی ہی تھی۔ ٹھیک ہے جب تک وہ اپنا رویّہ بدل نہ لے اس وقت تک تو اس نے اس بات کو دہراتے ہی رہنا ہے۔ اگر یہ ممکن ہو اور ہمارے خیال میں یہ بات ممکن ہونی چاہیئے کہ اس شخص کو غلط رویّہ کی طرف توجہ دلائی جائے۔ اور اس شخص کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنے غلط رویّہ کی تصحیح کرے۔

غلط رویّے کی تصحیح کا ایک مؤثر طریق یہ ہے کہ پہلے تو اس بات کا یقین کر لے کہ اس کا رویّہ واقعی غلط ہوتا ہے اور پھر وہ یہ عہد بھی کرے کہ وہ رویّے کو بدلے گا اور اس کے بعد۔ اور یہ نہائت اہم بات ہے۔ کہ وہ ہمیشہ اس بات کو سامنے رکھے۔ میز پر۔ کمرے کی دیوار پہ۔ اپنی اکثر سامنے آنے والی نوٹ بک پر۔ کہ اس نے کس رویّے کو بدلنا ہے۔ ہمیں ایک مربیؔ نے بتایا کہ کسی بیرونی ملک میں وہ سلسلہ کی خدمت میں مصروف تھے۔ جماعت کے دوست ان سے ٹوٹ کر محبّت کرتے تھے اور اس لئے وہ خود بھی ان سے اسی طرح کی محبّت کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے ایک ایسی زبان میں جو وہاں عام لوگ پڑھ نہیں سکتے دو لفظ محبّت اور پیار۔ لکھ کر اپنے سامنے رکھ لئے۔ یہ دو لفظ سامنے رکھنے سے انہیں ہمیشہ اس بات کا خیال رہتا کہ انہیں لوگوں سے محبّت اور پیار سے پیش آنا ہے۔ مربیؔ موصوف کا کہنا ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ چند ہی روز میں ان کے دل میں محبّت کے سوتے پھوٹنے لگے۔ احباب جماعت نے ان کی اس تبدیلی کو خوب سراہا۔

طبیعت چاہے کیسی ہی ہو بدل سکتی ہے۔ ہمیں کوشش کرکے اچھا بننے کی طرف توجہ ہونی چاہیئے۔ اور کوشش کے ساتھ ساتھ دعا بھی کرنا چاہیئے کہ اَے خدا ہمیں معاشرے کا ایک بہتر فرد بنا۔

ترے دل میں محبّت کا کوئی سوتا نہیں پھوٹا
ترے دل میں تکبّر کا جو بُت ہے وہ نہیں ٹوٹا
تجھے اپنی بڑائی کا بہت احساس رہتا ہے
ترے ہاتھوں سے دامن ماسوی اللہ کا نہیں چھوٹا

ابو الاقبال

---

(۱)

صدقات سے تقدیر بدل جاتی ہے
حالات کی زنجیر بدل جاتی ہے
سُوکھے ہوئے پیڑوں پہ بہار آتی ہے
ماحول کی تصویر بدل جاتی ہے

(۲)

صرصر میں سرِ رہ ہے چراغِ ہستی
معلوم نہیں عمرِ ایاغِ ہستی
اُٹھ دیر نہ کر کُنجِ خرابات میں چل
اعجازؔ بہت کم ہے فراغِ ہستی!

(۳)

اِس طور سے جاں پیکرِ خاکی میں ہے
جس طور سے نَے میں نفسِ نغمہ ُنَے
جس طور سے پھول کی قبا میں خوشبو
جس طور سے پیمانے میں رنگینیٔ مَے

سعید احمد اعجازؔ

اَے مَوسم کے مالک اب کے
اتنے زور کی بارش برسے
کوئی لُٹیرا۔ کوئی ڈاکو
آئے نہ باہر اپنے گھر سے

نہ رو تُو بھوک سے اے میرے بچے
مرے غم کیوں ترے غم ہو گئے ہیں
مرے ننھّے فرشتے تُو بھی سو جا
ترے معصوم ساتھی سو گئے ہیں

عبد الکریم قدسی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی رہے)

تلقین عمل

حضرت فضل عمر فرماتے ہیں:۔

اب میں خدام الاحمدیہ کے کام کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ میں نے کل خدام الاحمدیہ کو کام کرتے دیکھا ہے۔ اور مجھ پر یہ اثر ہے کہ اس دفعہ اصول کو مدنظر رکھ کر کام کیا گیا ہے۔ چنانچہ جب مشاہدہ و معائنہ کا مقابلہ ہو رہا تھا تو میں نے دریافت کیا کہ تم کس طرح اسکے متعلق فیصلہ کرو گے۔ اس پر انہوں نے بتایا کہ ہم نے خود مشاہدہ و معائنہ کر کے اسکے بعض پوائنٹ مقرر کئے ہوئے ہیں جن کو دیکھ کر ہم اس بارہ میں آسانی سے فیصلہ کر سکتے ہیں۔ اسی طرح آواز کی بلندی کے مقابلہ میں ایک ترتیب سے نشان لگائے گئے ہیں۔ اور اسمیں تمام پہلوؤں کو مدِنظر رکھا گیا ہے۔ آواز کی صفائی کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے اور آواز کے دور تک پہنچنے کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے۔ گویا جو پہلو ضروری ہیں ان کو انہوں نے ملحوظ رکھا تھا۔ ایک کمی ہے جو دور کی جانی چاہیئے آئندہ ہر بڑی جماعت کو ہر علمی مقابلے میں اپنے نمائندے بھیجنے کے لئے مجبور کرنا چاہیئے۔ تاکہ تربیت کی طرف مجالس کو زیادہ توجہ ہو۔ میرے نزدیک تمام مشقوں میں سے ایک نہایت ہی اہم مشق جس سے دشمن کے مقابلے میں فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے اور جس کی طرف ہماری جماعت کے ہر فرد کو توجہ کرنی چاہیے حواس خمسہ کو ترقی دینے کی کوشش ہے۔ یہ ایک نہایت ہی اہم اور ضروری چیز ہے میں نے افسوس سے یہ امر سنا ہے کہ اس دفعہ وقت کی کمی کی وجہ سے اس قسم کے مقابلے کم رکھے گئے ہیں۔ درحقیقت یہ توازن کی غلطی تھی ورنہ ان مقابلوں کے لئے زیادہ وقت مقرر کرنا چاہیئے تھا۔ مثلاً ناک کی حِس ہے۔ یہ ایک اعلیٰ درجہ کی حِس ہے اور اس سے بڑے بڑے کام لئے جا سکتے ہیں۔ ناک کی حِس اگر تیز ہو تو اس سے صرف خوشبو اور بدبو کا احساس ہی ترقی نہیں کرتا۔ بلکہ یہ بھی بتایا جا سکتا ہے کہ کس کس قوم میں کِس کِس قسم کی بو پائی جاتی ہے۔ وحشی اقوام میں یہ حِس اتنی تیز ہوتی ہے کہ وہ سونگھ کر بتا دیتی ہیں کہ یہاں سے فلاں قوم کا آدمی گذرا ہے۔ مختلف قوموں میں خاص خاص قسم کی بو پائی جاتی ہے۔ مثلاً مجھ پر یہ اثر ہے کہ میں جتنے انگریزوں سے ملا ہوں مجھے ان سے ایک قسم کی مچھلی کی بو آتی ہے اب اگر میرا یہ اثر صحیح ہو اور ہماری ناک کی حِس تیز ہو تو خواہ ہماری آنکھیں بند ہوں ہم معلوم کر سکتے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی انگریز کھڑا ہے۔ یا اگر ہمارے قریب سے کوئی انگریز گذرے گا تو ہم فوراً پہچان جائیں گے کہ کوئی انگریز گذر رہا ہے اسی طرح افغانستان کے باشندوں میں میں نے محسوس کیا ہے کہ ان سے اس کھال کی سی جس پر برسات گذری ہو بو محسوس ہوتی ہے اب اگر میرا یہ خیال صحیح ہو یا ۵۰ فی صدی ہی درست ہو تو کسی علاقہ میں سے گذرتے ہوئے اگر وہاں پٹھان ہونگے تو ہم فوراً اپنی ناک کی حس سے پہچان لیں گے کہ یہاں پٹھان ہیں۔ فرض کرو پٹھان ہمارے دوست ہیں۔ اور جنگ کے موقعہ پر ہمیں ان کی امداد کی ضرورت ہے تو ہم اپنی اس ناک کی حس سے کام لے کر فوراً اپنے دوستوں کو شناخت کریں گے اور ان کی مدد حاصل کر لیں گے۔ اس قسم کی بو کا احساس خصوصاً بند کمروں میں زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ وہاں بو زیادہ دیر تک رہتی ہے۔ بعض دفعہ ڈیڑھ ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد بھی کسی کمرہ میں آؤ اور تمہاری ناک کی حس تیز ہو تو تمہیں فوراً پتہ لگ جائے گا کہ اس کمرہ میں کس قسم کے لوگ ٹھہرے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ میرے کمرے میں عطر پڑا ہوا ہوتا ہے۔ اور بعض دفعہ میری بیویاں وہاں آکر عطر لگاتی ہیں تو بعض دفعہ گھنٹوں بعد جب میں اس کمرہ میں آتا ہوں تو فوراً پہچان لیتا ہوں کہ کسی نے یہاں فلاں عطر لگایا ہے۔ حالانکہ وہ عطر گھنٹوں پہلے لگایا گیا ہوتا ہے۔ اسی طرح ہندوستانیوں اور انگریزوں کے عطر کی خوشبو میں فرق ہوتا ہے۔ ہندوستانی عام طور پر دیسی عطر لگاتے ہیں۔ مگر انگریز ہمیشہ الکحل سینٹ لگاتے ہیں۔ بعض ہندوستانی بھی اگرچہ اب سینٹ لگانے لگ گئے ہیں مگر انگریز کبھی دیسی عطر نہیں لگاتے اب اگر ہمیں کہیں سے دیسی چنبیلی کے عطر کی خوشبو آئے یا دیسی گلاب کے عطر کی خوشبو آئے تو ہم فوراً فیصلہ کر سکتے ہیں کہ یہاں سے کوئی ہندوستانی گذرا ہے۔ اسی طرح اور بہت سی معلومات خوشبو کے ذریعے حاصل کی جا سکتی ہیں اور بعض تو اس حِس کو ایسا تیز کر لیتے ہیں کہ حیرت آتی ہے۔ ولایت میں جو خوشبو کے کارخانے ہیں ان کا دارومدار ہی ایسے لوگوں پر ہوتا ہے۔ چنانچہ بعض کارخانوں والے ہزاروں روپیہ ماہوار تنخواہ دے کر ایسے لوگوں کو ملازمت میں رکھتے ہیں جو خوشبو سونگھ کر بتا دیتے ہیں کہ اس میں فلاں فلاں چیزیں پڑی ہیں اور اسکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ بعض دفعہ کسی ایک کارخانے کی خوشبو مشہور ہو جاتی ہے۔ اب دوسرے لوگ چاہتے ہیں کہ اسکی نقل کریں اور ویسی ہی خوشبو خود بھی تیار کریں۔ اس غرض کیلئے وہ ماہرین کو ملازم رکھتے ہیں وہ لوگ ان خوشبوؤں کو سونگھ کر جس کی نقل تیار کرنی ہو۔ بتا دیتے ہیں کہ اس میں فلاں فلاں چیزیں پڑی ہیں۔ اس میں غلطیاں بھی ہوتی ہیں۔ مگر بہر حال انہیں خوشبو کی بنیادی اشیاء معلوم ہو جاتی ہیں اور آہستہ آہستہ وہ اسی بنیاد پر خود بھی ویسی ہی خوشبو تیار کر لیتے ہیں۔

لجنہ کالم

حضرت فضلِ عمر نے ۱۸ مارچ ۱۹۴۸ء کو کراچی میں فرمایا۔

انسانی فطرت اللہ تعالیٰ نے ایسی بنائی ہے کہ وہ عام طور پر ان امور کی طرف زیادہ توجہ کرتا ہے۔ جو یقینی ہوتے ہیں۔ اور پھر جتنا جتنا اس کا یقین بڑھتا جاتا ہے۔ انسان کا عمل بھی ترقی کرتا جاتا ہے۔ اور جتنا جتنا یقین کم ہوتا جاتا ہے انسان کا عمل بھی کم ہوتا چلا جاتا ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو خود سستی کرتے اور غفلت سے کام لیتے ہیں۔ ورنہ یقین ایک ایسی چیز ہے جس کا عمل کے ساتھ نہایت گہرا تعلق ہے۔ کوئی انسان دیدہ و دانستہ زہر کی پڑیا نہیں کھاتا۔ کوئی انسان دیدہ و دانستہ سانپ کے بل میں اپنا ہاتھ نہیں ڈالتا۔ کوئی انسان دیدہ و دانستہ شیر کی کچھار میں نہیں جاتا کوئی انسان دیدہ و دانستہ اونچے مینار کی چوٹی سے اپنے آپ کو نہیں گراتا۔ خودکشی کرنے والے کا معاملہ ایک استثنائی صورت رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ خود اپنے لئے موت چاہتا ہے۔ اس کو نظر انداز کرتے ہوئے کوئی اور انسان جان بوجھ کر ایسا فعل نہیں کرتا۔ جس سے اس کی ہلاکت واقع ہو۔ غلطی سے ایسا ہو جائے تو اور بات ہے۔ مثلاً بعض لوگ ایسی چھت پر سوتے ہیں۔ جس پر منڈیر نہیں ہوتی۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ رات کے وقت وہ بعض دفعہ اچانک نیچے گر کر ہلاک ہو جاتے ہیں۔ دیہات میں عام طور پر مسلمان بھی ایسا ہی کرتے ہیں حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صریح طور پر فرمایا ہے کہ ایسی چھت پر نہیں سونا چاہیے۔ جس کی منڈیر نہ ہو۔ مگر چونکہ اس ہدایت کی خلاف ورزی کی جاتی ہے اس لئے رات کے وقت بعض دفعہ جب وہ اپنی کسی ضرورت کے لئے اٹھتے اور نیچے آنا چاہتے ہیں تو اندھیرے میں بجائے اس کے کہ جس طرف سیڑھیاں اترتی ہوں ادھر جائیں۔ وہ دوسری طرف چلے جاتے ہیں۔ اور یہ سمجھ کر کہ وہ سیڑھیاں اتر رہے ہیں جب اپنا پاؤں نیچے رکھتے ہیں تو زمین پر گر جاتے ہیں۔ اور بسا اوقات ہلاک ہو جاتے ہیں۔ مگر بہر حال ایسا دیدہ و دانستہ نہیں ہوتا غلطی سے ہوتا ہے۔ اسی طرح بعض دفعہ دشمن کھانے میں زہر ملا دیتا ہے۔ اور انسان بے خبری سے اسے کھا جاتا اور مر جاتا ہے۔ مگر یہ بھی دیدہ و دانستہ نہیں ہوتا۔ غلطی سے ہوتا ہے۔ بہر حال یقینی طور پر جب کسی شخص کو علم ہو کہ فلاں چیز سے مجھے نقصان پہنچے گا۔ تو وہ غلطی کا مرتکب نہیں ہوتا۔ اور یہ بات انسانی زندگی میں ہم اتنی کثرت سے دیکھتے ہیں کہ اسے بطور اصل اور قانون کے پیش کیا جا سکتا ہے۔ انسانی زندگی کے مختلف اعمال اور مختلف کاموں پر جب نگاہ دوڑائی جائے تو ہر عمل کم و بیش یقین کے ساتھ تعلق رکھتا نظر آتا ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر لکھنا نہ بھولیں ـــــ مینجر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امۃ الباسط ایاز

محترمہ صالحہ صاحبہ

والدہ افتخار احمد صاحب ایاز

اماں جی تو وہ افتخار احمد صاحب ایاز کی تھیں مگر میں بھی ان کو اماں جی ہی کہا کرتی تھی اور دوسرے سب لوگ ان کو "خالہ صالحہ" کے نام سے جانتے تھے۔ اماں جی یعنی میری ساس جنوری کی ۲۶ تاریخ کو بروز جمعہ ربوہ میں انتقال کر گئیں آپ کی عمر ۷۵ سال تھی۔ ہماری اماں جی بہت نیک اسم بامسمیٰ اور بہت خوبیوں کی مالکہ تھیں مجھے ایک بہو کے ناطے ان کے پاس ایک لمبا عرصہ رہنے کا موقعہ ملا تھا جبھی میں ان کی چھپی ہوئی خوبیوں اور صلاحیتوں کو بھی جان گئی تھی۔ آج اُن کی جدائی کا صدمہ ہم سب کے لئے بہت بڑا صدمہ ہے خاندان کی بزرگ، ہمدرد اور مشورے دینے والی تھیں اور بابرکت وجود تھا جو سب عزیزوں کو اپنے پاس جمع کر کے خوش ہوتا تھا اللہ تعالیٰ ان کو جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ہمیں صبرِ جمیل عطا کرے۔

اماں جی نے ۲۱ سال کا لمبا عرصہ اپنے میاں چوہدری مختار احمد صاحب ایاز کی وفات کے بعد بیوگی میں گذارا لیکن صبرو ہمت کا دامن نہ چھوڑا اور کبھی حرفِ شکایت بھی زبان پر نہ لائیں اور یہ ان ہی کی اعلیٰ تربیت کا اثر تھا کہ سب بیٹوں نے اپنے اپنے رنگ میں اپنے فرائض پورے کئے اور کسی طرح بھی کمی نہ آنے دی کہ اماں جی کو کسی کمی کا احساس ہو۔ اگرچہ دو بیویوں کی اولاد ہونے کی وجہ سے ہزار جھگڑے کھڑے ہو سکتے تھے مگر یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ میرے سسرال میں کبھی کوئی تنازعہ اس قسم کا نہیں ہوا اور نہ ہی کبھی کسی موقع پر یہ احساس ہوا کہ یہ چھوٹی امّی کا بچہ ہے اور یہ بڑی امّی کا سب برابر آپس میں مل جل کر رہتے ہیں چھوٹی امّی چند سال قبل وفات پا گئیں تھیں ان کے بعد ان کی ایک بیٹی کی شادی اماں جی نے اپنے ہاتھوں سے کی مگر ایسی عمدہ مثال مساوات کی کہ اپنی بیٹی سے بڑھ کر اس سے محبت کا سلوک کیا بہت ہمدردی اور پیار کرتی تھیں۔ کسی کی تکلیف کا اگر علم ہو جاتا تو بے چین ہو جاتی تھیں اور ہر ممکن مدد کرتیں اور سکون پاتیں۔ خاندان حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے عشق تھا یہی وجہ تھی کہ جب کسی عزیز یا بچوں کی شادی بیاہ کا موقع ہوتا تو خواتینِ مبارکہ کی لسٹ خود لکھواتیں اور خاص انتظامات اُن کے بٹھانے اور استقبال کے لئے کرواتیں ان کی زندگی کے آخری ایام میں یعنی صرف بارہ روز قبل جبکہ میں اُن کے پاس ربوہ میں تھی دراصل اس سال صد سالہ جشن تشکر کے سال کی برکتوں میں سے ایک یہ بھی پروگرام میرے میاں نے بنایا کہ اس سال ہم سب بچوں کو لے کر قادیان اور ربوہ اماں جی سے ملانے جاتے ہیں۔ جس کا یہ احسان اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا کہ اُس نے توفیق دی کہ ہم اُن سے مل سکے اور آخری خدمت اور شفقت سے حصّہ ملا ہمارے جانے پر اس قدر خوش ہوئیں کہ مٹھائی بانٹی اور نہال ہو ہو جاتیں بچوں کو گلے لگا لگا کر پیار کرتیں اور تقریباً روزانہ شام کو گرم گرم جلیبیاں اور نمک پارے منگوا کر پاس رکھ لیتیں اور بچوں کو اپنے پاس بٹھا کر گھنٹوں باتیں کرتیں اور پوچھتیں کہ بتاؤ اور کون سی چیز پاکستان کی اچھی لگتی ہے بڑے پوتے نے فرمائش کی کہ دادی جان یہ میتھی ہوتی ہے تو مجھے میتھی کی روٹی بنا کر کھلائیں اگلے ہی دن ڈھیر ساری میتھی لے کر صحن میں دھو کر چارپائی رکھوا کر بیٹھی خود میتھی کے پتے چن چن کر لینے کیلئے روٹی پکانے کی تیاری شروع کی اس موقع پر ایک تصویر بھی پوتے نے لے لی ہے جو اب یادگار تصویر ہی بن گئی ہے۔

ساس لفظ مجھے ذرا سخت لگا کرتا تھا دراصل لوگوں کے ڈرانے اور اپنے تاثرات اور واقعات بتانے سے واقعی میں بہت ڈری ہوئی تھی کہ ایک نہ چھوڑ میری تو دو ساسیں ہیں اور پھر مجھے بیاہ کر جانا بھی دور دیس تھا۔ احمد نگر سے افریقہ۔ یہ بات انہوں نے میرے بچوں کو بڑے مزے لے لے کر اپنی زبانی سنائی کہ جب میں نکاح کے بعد تمہاری امّی کے گھر آنے جانے لگی اور اس کی جھجک ذرا کم ہوئی تو مجھے دیکھ کر قدرے ڈر گئیں کہ یہ تو وہی خالہ غصّے والی ہیں جو ہمیں سکول اور کالج کے زمانہ میں ڈنڈا پکڑے خاموش رہنے کو کہا کرتی تھیں اور ہم شوخ لڑکیاں ان کی نظروں سے دور رہنے کی کوشش کیا کرتی تھیں اور اب کیا ہوگا مجھے تو ہر وقت ہی ان کی نظروں کے سامنے رہنا ہوگا۔ کافی رعب والی خالہ لگتی تھیں مگر کہتے ہیں نا کہ تالی بھی دو ہاتھوں سے ہی بجتی ہے یہاں معاملہ الٹ رہا ہمیشہ پیار، محبت اور اخوت کا سلوک ہی دیکھا تعاون اور ایک دوسرے کی ہمدردی کرتی تھیں اگر ایک بیمار ہوتی تو دوسری امّی ان کی پوری پوری تیمارداری اور خدمت کرتیں خدمت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا تھا ایک واقعہ یاد آ گیا کہ میں نے اپنی امّی جان کو تو ویسے بھی کبھی سونے کا زیور پہنے نہ دیکھا تھا چونکہ ہسٹری میں پڑھ رکھا تھا کہ افریقہ میں سونے کی کانیں ہوتی ہیں اور ملک بھی سونے کی چڑیا کہلاتا ہے وغیرہ وغیرہ لیکن جب ان کے گھر آئی اور کبھی دونوں ساسوں کو کوئی زیور پہنے نہ دیکھا حیران تو ضرور ہوئی مگر وجہ پوچھنے کی جرأت نہ ہوئی تھی اسی دوران ایک جماعتی مالی تحریک ہوئی تو میں نے اپنے تمام زیورات دینے کی خواہش کی تو اماں جی نے مجھے روکا کہ بیٹا جی رقم اگر دے سکو تو دے دو زیور ایک بار کا دیا ہوا دوبارہ کبھی بنتا نہیں میں حیران بھی ہوئی اور سوالیہ پوچھا کہ آپ تو اسقدر جذبہ رکھتی ہیں مالی قربانی کا مجھے کیوں زیور دینے سے روک رہی ہیں کہنے لگیں کہ تم اس گھر کی بڑی بہو ہو لوگ سمجھیں گے کہ ساسوں نے سارا زیور لے لیا ہے کسی کو کیا پتہ چلے گا کہ تم نے چندہ میں دیا ہے ہماری عزت اسی میں ہے کہ تم زیور پہن کر رکھا کرو ابھی تو اور بہوؤں نے بھی آنا ہے بُرا اثر پڑے گا۔ مگر مجھے اس بات سے تسلی نہ ہوئی طبیعت میں قلق ہی رہا کہ ایک دن چھوٹی امی مجھے خاموش بیٹھے دیکھ کر میرے پاس آئیں اور پوچھنے لگیں کہ کیا بات ہے؟ امی کیلئے اداس ہو گیا۔ میں نے بتایا کہ نہیں یہ بات نہیں ہے میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ بڑی امّی نے مجھے ایسے کیوں کہا ہے اس پر انہوں نے بتایا کہ یہ گاؤں کی امیر ترین شخص کی بیٹی ہیں ان کے والدین نے ان کو زیور ترازو میں تول کر دیا تھا۔ یعنی "بے حساب تھا" ان میں یہ دستور ہے کہ زیور پہنو تو عزت دار سمجھتے ہیں اسی طرح مکان اپنا ہو تو اچھا جانتے ہیں کرایے کے مکان میں رہنا اچھا نہیں سمجھتے بہر حال ان باتوں سے میں ان کا مطمعٔ نظر سمجھ گئی۔ اور اُسوقت رک گئی تاکہ خوش ہو جائیں مگر بعد میں وقت پڑنے پر اپنی مرضی بھی کر لی۔ ایک اور واقعہ ان کے صبر و رضا کا اُنہوں نے خود اپنی زبانی مجھے بتایا کہ افریقہ کے ایک شہر "ٹانگا" جہاں اُس وقت تک بیت الذکر نہ بنی تھی مگر کافی احمدی گھرانے موجود تھے اباجی میرے سسر نے ایک بڑا کمرہ نماز کے لئے وقف کر رکھا تھا اور تمام احمدی احباب باقاعدہ نمازوں کے لئے آتے جمعہ کی نمازیں بھی گھر پر ہی ہوتیں جن میں عورتیں بھی شامل ہوتیں اور ہم ایک بیڈروم اُس روز خالی کر دیا کرتے تھے اور اس طرح سے عید پر بھی پورے اہتمام سے گھر میں سب نمازیوں کے لئے ناشتہ اور چائے وغیرہ کا انتظام ہوتا دونوں امّیاں کیا کرتی تھیں ایک مرتبہ عید کا دن تھا۔ مگر مرضیٔ مولا دیکھئے کہ اسی رات کو ان کی ایک چھوٹی بیٹی "مبارکہ" ہی اس کا نام تھا فوت ہو گئی (یاد رہے اگلے سال چھوٹی امّی کے ہاں ایک بچی پیدا ہوئی تو اس کا نام بھی مبارکہ ہی رکھا نام زندہ کرنے کے لئے، اللہ تعالیٰ مبارکہ کو لمبی زندگی دے) اباجی نے مبارکہ کی وفات پر اماں جی سے کہا کہ یہ بچی تو اللہ کو پیاری ہو گئی ہے ہمیں صبر و رضا کا نمونہ بننا چاہیئے کل صبح عید ہے سب احمدی احباب ہمارے گھر تشریف لائیں گے میں چاہتا ہوں کہ حسبِ معمول گھر میں سب نئے کپڑے پہنیں اور ناشتہ میں سیویاں اور مٹھائی ہو وغیرہ وغیرہ اور کسی بات سے نہ لگے کہ ہم غمزدہ ہیں۔ اور تم کمرے کا دروازہ بند رکھنا اور کہہ دینا اگر کوئی پوچھے کہ بچی کہاں ہے کہنا کہ وہ آرام سے سو رہی ہے اس لئے دروازہ بند کر دیا گیا ہے بے آرام نہ ہو اور ہم نماز عید سے فارغ ہو کر سب کو خوش خوش گلے مل کر اپنے اپنے گھروں کو واپس جانے دیں گے اور بعد میں بچی کو غسل دے کر اللہ تعالیٰ کی امانت اس کے سپرد کرنے جائیں گے۔ یہ واقعہ بتاتے بتاتے اماں جی بے اختیار ہو گئیں اور کہنے لگیں کہ وہ وقت مجھے آج بھی نہیں بھولتا کہ میں سب کو ہنسی خوشی کھاتے پیتے دیکھ کر کیسے صبر کر رہی تھی حالانکہ اندر سے میرا کلیجہ پھٹ رہا تھا کہ میری خوبصورت بچی کا جنازہ اندر رکھا ہے مگر کہتی تھیں کہ میں نے بڑے صبر کئے ہیں۔

پوتے کی خواہش فطری امر ہے اوپر تلے دونوں پوتیوں کی پیدائش پر

باقی ص۸ کالم ۱ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات
نون۔ سین

پرانے جہازوں میں سفر
(لندن سے آسٹریلیا تک)

گذشتہ روز کراچی ائیر پورٹ پر ۱۸ جہاز یکے بعد دیگرے اترے یہ سب کے سب آج سے ۴۰ سال پہلے بنائے گئے تھے اور اب ایک عالمی vintage ائیر ریلی میں جو لندن سے سڈنی تک کا سفر ہے حصہ لے رہے ہیں۔ ان جہازوں پر ۳۵ افراد سوار تھے۔ یہ افراد یا پائلٹ تھے یا ایک ایک ان کا ساتھی۔ کراچی پہنچنے پر ان کا آدھا سفر طے ہو گیا۔ یہ پرواز کا مقابلہ نہیں ہے بلکہ ایک ریلی ہے۔

دراصل ۳۵ جہازوں کو اس ریلی میں حصہ لینا تھا لیکن ۱۷ جہاز کسی نہ کسی وجہ سے اس عظیم واقعہ میں حصہ نہ لے سکے۔ یہ ریلی منعقد اس لئے کی جا رہی ہے تا کہ اس بات کو دہرایا جائے کہ آج سے ۴۰ سال پہلے کس طرح ہوا بازی کی جاتی تھی۔ جن لوگوں نے ۲۰ اور ۳۰ کے دہاکے میں آسٹریلیا تک ہوائی جہاز اڑا کر ہوا بازی کے اولین قائد بننے کا اعزاز حاصل کیا ان کے نقش قدم پر چلنے کے لئے یہ ریلی منعقد کی گئی ہے۔ Lang Kidby اس کے انچارج یا ڈائریکٹر کیپٹن لینگ کڈوی ہیں۔ جن کی بیوی بھی ان خواتین میں شامل ہیں جو ان میں سے بعض جہازوں کو اڑا رہی ہیں اور وہ رابطہ افسر کا کام بھی کرتی ہیں۔ کیپٹن کڈبی خود ایک جہاز سیسنا ۳۴۰ میں اس گروہ کے ساتھ سفر کر رہے ہیں اور وہ ان سترہ جہازوں کے آگے آگے چلتے ہیں اگرچہ ان کا جہاز نئی ساخت کا ہونے کی وجہ سے وہ اس ریلی میں حصہ نہیں لے رہے۔

سب سے پہلے ان کا جہاز کراچی ائیر پورٹ پر اترا اور ان کے بعد یکے بعد دیگرے باقی جہاز بھی ائیر پورٹ پر اترے یہ ریلی ۲۵ مارچ کو لندن سے شروع کی گئی تھی اور آسٹریلیا میں مئی کے پہلے ہفتے میں پہنچے گی۔ ان ۱۷ جہازوں میں سے پانچ جہاز خواتین چلا رہی ہیں۔ جن میں سے جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے۔ کیپٹن لینگ کڈبی کی اہلیہ بیورلی کڈوی بھی ایک ہیں۔

لینگ کڈبی نے بتایا کہ مشرق وسطیٰ میں انہیں راستہ بدلنا پڑا تا کہ جدہ پہنچ سکیں جب اس بات کی درخواست کی گئی تو سعودی حکمران نے اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ شاہ حسین تو خود بھی ایک بہت اچھے ہوا باز ہیں۔ انہوں نے سعودی عرب کے حکمران کو فون کر کے اجازت حاصل کی۔

لینگ کڈبی نے بتایا کہ اس ریلی میں ۳۵ ہوائی جہازوں نے حصہ لینا تھا لیکن ان میں سے ۱۰ مختلف وجوہات کی بنا پر لندن نہ پہنچ سکے۔ ریلی شروع ہونے سے ایک روز پہلے انگلستان میں ایک جہاز کا حادثہ ہو گیا اگرچہ اس حادثے میں کوئی زخمی تو نہیں ہوا لیکن ہوائی جہاز دوبارہ پرواز نہ کر سکا۔ جس دن ریلی شروع کی گئی ہے اس روز فرانس میں اترتے ہوئے ایک جہاز الٹ گیا اور اس طرح تباہ ہو گیا۔ اس کے علاوہ چار اور جہاز کسی میکانیکی خرابی کی وجہ سے نہ اٹھ سکے۔ ایک جہاز سعودی عرب میں بالکل تباہ ہو گیا جب کہ اس کے پہیے نرم ریت میں پھنس گئے۔ اس کا پائلٹ واپس امریکہ چلا گیا۔ دو نوجوان خواتین جو ۴۷ء جہاز چلاتی ہیں۔ وہ اس میں پائپر ائیر کرافٹ چلا رہی ہیں۔

یہ جہاز ۱۹۵۰ء میں تیار کیا گیا تھا۔

یہ دونوں خواتین اپنے جہازوں کی خرابی کی وجہ سے اردن میں ٹھہر گئیں۔ اور انہیں سعودی عرب کی طرف سے خاص اجازت دی گئی کہ وہ اردن سے بحرین پہنچنے کے لئے سعودی عرب کی فضا میں سے گذر سکتی ہیں۔

یہ ریلی ہمارے خیال میں ایک دلچسپ کھیل بھی ہے اور ایک نہایت اہم اور مفید تجربہ بھی۔ ایسے ہی تجربات انسانی تہذیب و تمدن کو آگے بڑھنے میں مدد دیتے ہیں۔ کراچی ائیر پورٹ پر ان ہوائی جہازوں کا استقبال کرنے کے لئے ائیر پورٹ کے ڈائریکٹر کیپٹن فرمان الدین اور ان کا عملہ موجود تھے۔ رات کا کھانا مسٹر این۔ ایچ۔ حقی جو سول ایوی ایشن اتھارٹی کے ڈپٹی ڈائریکٹر جنرل ہیں نے پیش کیا جس وقت تک ہمارے قارئین یہ رپورٹ پڑھیں گے یہ گروہ آسٹریلیا کے لئے روانہ ہو چکا ہو گا۔ انہیں یہاں سے احمد آباد جانا تھا اور وہ ۱۵ اتوار کے روز روانہ ہو گئے۔

فلسطینی مظاہرے (مضبوط بنائیں)

مقبوضہ مغربی کنارہ اور غزہ کی پٹی کے فلسطینی رہنماؤں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ ان کے ۲۸ ماہ کے احتجاجی مظاہروں کو مزید مضبوط کیا جائے انہوں نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ ان احتجاجی مظاہروں کی سختی کو کسی حد تک کم کرنے میں اسرائیلی کامیاب ہو گئے ہیں۔ تنظیم آزادی فلسطین کے متحدہ محاذ کے راہنماؤں نے بعض پابندیوں کو کسی حد تک نرم کر دیا ہے۔ اور یہ بھی اعلان کیا ہے کہ جن لوگوں کے متعلق یہ شک ہو کہ وہ اسرائیلی حکومت کو فلسطینیوں کے معاملات یا ان کے رازوں سے آگاہ کرتے ہیں انہیں ہلاک نہ کیا جائے جس طرح آپ لوگوں نے اس تشدد کی جو اسرائیل نے اس عرصے میں کیا ہے پرواہ نہیں کی ہمیں اس بات کا بھی اعتراف کر لینا چاہیئے کہ ہمارے دشمن نے ہمارے خلاف نئے ہتھیار استعمال کرنے شروع کر دیئے ہیں ان کا مقصد یہ ہے کہ ان احتجاجی مظاہروں کا خاتمہ کیا جائے۔ اسرائیلی سیکورٹی نے اس بلیٹن کے متعلق کہا ہے کہ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تنظیم آزادی فلسطین کے عمائدین یہ محسوس کرنے لگے ہیں کہ احتجاجی مظاہروں کی سختی میں کمی آ گئی ہے اور اسلئے وہ ایک دفعہ پھر بھرپور کوشش کرنا چاہتے ہیں کہ یہ مظاہرے جاری رہیں۔ یہ تحریر ان تحریروں جیسی ہے جس میں مظاہروں کے لئے ہدایات جاری کی جاتی ہیں اور یہ بتایا جاتا ہے کہ اب اس سکیم کا سیاسی رویہ کیا ہے۔ اس میں فلسطینیوں کو اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ جن کمیٹیوں پر فوجی حکام نے آج سے دو سال قبل پابندی عائد کی تھی ان کو دوبارہ زندہ کیا جائے۔ اسلامی کانفرنس او آئی سی جسکے اراکین کی تعداد ۴۶ ہے نے اسرائیل پر الزام لگایا ہے کہ وہ اندھی ہٹ دھرمی کا شکار ہے۔ اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے حقوق کو مقبوضہ یروشلم میں پامال کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ او۔ آئی۔ سی۔ کے سیکرٹری جنرل حامد الغابد نے پوپ جان پال کو اس بات کی اپیل کی ہے کہ وہ فلسطینیوں کی مدد کریں تا کہ یروشلم کو دارالخلافہ بناتے ہوئے وہ اپنی ایک ریاست قائم کر سکیں۔

۱۵۰ کے قریب انتہا پسند اسرائیلی یروشلم کی ایک ایسی عمارت میں داخل ہو گئے جو اس مقام کے قریب ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر لٹکایا گیا تھا ان کے ایسا کرنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ عیسائی محلے میں ایک یہودی آبادی کا احساس دلائیں۔ مشرقی یروشلم اسرائیلیوں نے ۱۹۶۰ء میں حاصل کیا تھا۔ اس وقت سے لے کر اب تک یہ پہلی واردات ہے۔ ایک عدالت نے تو یہ فیصلہ دیا ہے کہ ان یہودیوں کو یہ عمارت خالی کر دینی چاہیئے۔ لیکن اس معاملے پر قانون دانوں میں آپس میں بحث چھڑ گئی ہے۔ یہودی ان علاقوں کو اپنانے کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں اور فلسطینیوں کا خیال ہے کہ اس طرح وہ عربوں کو وہاں سے بے دخل کرنا چاہتے ہیں۔ انہی باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ اسرائیل کے کیا عزائم ہیں۔ جو یہودی روس سے اسرائیل آ رہے ہیں وہ بھی اسی طرح عربوں اور عیسائیوں کو بے دخل کر کے ان کی عمارتوں پر قابض ہو جائیں گے حامد الغابد نے کہا کہ یہودیوں کی یہ پالیسی بہت تکلیف دہ ہے۔ اور اس طرح دنیا بھر کے ایک ارب مسلمانوں کے دلوں کو مجروح کیا جا رہا ہے

ایران سے تجارت

گذشتہ دنوں اسلامک ریپبلک آف ایران کے قنصل جنرل نے پاکستان کے امور خارجہ کی وزارت سے شدید احتجاج کیا ہے کہ بعض پاکستانی تاجر ایرانی اشیاء سمگل کر رہے ہیں۔ ان میں ہاتھ سے بنی ہوئی قالینیں بھی شامل ہیں۔ اور یہ کارروائی ایرانی بلوچستان کے ذریعے کی جاتی ہے۔ ایرانی قنصلیٹ نے کہا کہ پاکستانی سمگلر پاکستانی کسٹمز جو تفتان میں ہے وہاں سے اپنے متعلقہ کاغذات بنوا لیتے ہیں اور سمگل کی ہوئی چیزیں کراچی پہنچا کر ان کے آگے دبئی لے جانے کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اس احتجاج میں کہا گیا ہے کہ سمگلر اشیا میں صرف مثلاً سگریٹ۔ کپڑے۔ چائے۔ عطریات۔ وی سی آر سیٹ اور ٹائر دبئی سے خریدتے ہیں اور کراچی پہنچا دیتے ہیں جہاں سے یہ مال تفتان بھیج دیا جاتا ہے تا کہ کسٹمز میں سے نکلوا لیا جائے اور پھر یہ چیزیں ان راستوں سے ایران بھیجی جاتی ہیں جو غیر معروف ہیں اور جن کی رجسٹریشن نہیں ہوئی ہوتی۔ جو بارڈر کے قانونی حصے ہیں وہاں سے یہ لوگ نہیں گذرتے اس احتجاجی نوٹ میں مزید یہ بھی کہا گیا ہے کہ اکثر چیزیں جو ایران بھیجی جاتی ہیں وہ ممنوعہ اشیاء کی فہرست میں آتی ہیں۔ یا وہ حکومت کی اجارہ داری کے ذریعے جا سکتی ہیں۔ کروڑوں روپے کی اشیاء غیر قانونی طور پر یہاں سے لے جائی بھی جاتی ہیں اور لائی بھی جاتی ہیں جس کی وجہ سے ایران کی معیشت پر برا اثر پڑ رہا ہے۔ قونصلیٹ نے وزارت خارجہ کے دفتر سے اپیل کی ہے کہ وہ اس معاملے کو حکام بالا تک پہنچا کر مناسب کارروائی کریں۔ تا کہ غیر قانونی کارروائیوں کو روکا جا سکے۔

بچے قوم کی امانت ہیں۔ ان کی حفاظت ہمارا فرض ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بچوں کا کالم

پیارے بچو!

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ آپ کو صحت و سلامتی سے رکھے اور آپ کو علم حاصل کرنے کی توفیق دے اور آپ اپنے علم سے دنیا کو فائدہ پہنچائیں

○ جیسا کہ آپ نے دیکھا ہوگا ہم الفضل میں ایسے طالب علموں کا ذکر کرتے رہتے ہیں جو بہت اعلیٰ نمبر لے کر پاس ہوتے ہیں۔ یہ اطلاعات ہمیں بچوں کے والدین کی طرف سے ملتی ہیں۔ ہم نے ایک دفعہ اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ اگر بچے خود ہمیں اپنے نتائج کی خبر دیا کریں تو اس سے ہماری خوشی میں اضافہ ہوگا اور یقیناً ان بچوں کا بھی احساسِ کامیابی بڑھے گا جو اپنے ہاتھ سے لکھیں گے کہ انہوں نے نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔

○ مکرم مرزا محمد اقبال صاحب نے مغربی افریقہ کے کئی ممالک میں سلسلہ کی خدمت کی ہے۔ آپ نے بچوں کے کالم کے لئے تحریر فرمایا ہے

"پیارے بچو! ہم بچپن میں سکول کی درسی کتب میں یہ فقرہ پڑھا کرتے تھے کہ استاد کا احترام کرو۔ مجھے امید ہے کہ آپ نے بھی اپنی کتب میں یہ فقرہ لکھا ہوا پڑھا ہوگا، اور اپنے سکول کی عمارت پر بھی لکھا دیکھا ہوگا۔ کیا آپ نے کبھی غور کیا ہے کہ اس کے کیا معنی ہیں۔ اور کیا مفہوم ہے۔ سو جاننا چاہیئے کہ اس فقرہ کا مطلب یہ ہے کہ اہل علم اور معلّم کی عزّت کی جائے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ کسی نے یہ جو کہا ہے کہ با ادب بانصیب۔ بے ادب بے نصیب، بالکل سچ ہے اور اس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں کہ اہل علم اور بزرگوں کی تعظیم نہ کرنے والا آدمی کبھی علم کے زیور سے آراستہ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ جو ان کی عزّت کرتا ہے اللہ تعالےٰ اسے بڑا رتبہ عطا فرماتا ہے"

○ جب امتحان ختم ہو جاتے ہیں اور آپ لوگ ایک طرح سے فارغ ہوتے ہیں۔ نہ سکول جانا نہ گھر پہ سکول کا کام کرنا۔ تو اس حالت میں بعض بچے تو کھیل کود میں وقت گزارتے ہیں اور بعض بچے کہانیوں کی کتابیں پڑھتے ہیں۔ یہ سب کچھ ٹھیک ہے لیکن اگر آپ اس وقت سائنس کی چھوٹی چھوٹی کتابیں پڑھنا شروع کر دیں تو آپ کی معلومات میں بھی اضافہ ہو سکے گا۔ اس کا آپ کو مزہ بھی آئے گا، اور فائدہ بھی ہوگا۔ آپ کسی نہ کسی لائبریری یا ریڈنگ روم کے ممبر تو ہوں گے ہی۔ بس وہاں سے کتابیں لے لیا کیجیے۔ یا، اگر آپ خرید سکتے ہوں تو کم از کم ایک کتاب تو اپنی جیب سے رقم خرچ کر کے خرید لیں۔ تاکہ یہ کتاب ہمیشہ آپ کے پاس رہے۔ اور اس طرح آپ کی اپنی لائبریری بھی بنتی رہے۔

○ آئندہ آپ ہمیں لکھیں کہ آپ نے چھٹیوں میں کون کون سی کتابیں پڑھیں۔ یا کیا کھیل کھیلا اور اس میں کتنی مہارت حاصل کر لی۔

○ اب آپ کے خط کچھ کم کم ہی آتے ہیں۔ ہم تو یہ امید کرتے تھے کہ اس کالم کی وجہ سے ہمیں بہت سے بچے خط لکھیں گے۔ کیا اب آپ ہمیں خط لکھیں گے۔

اچھا خدا حافظ۔ اللہ تعالےٰ ہمیشہ آپ کے ساتھ ہو۔

○ بشریٰ طاہرہ باجوہ لکھتی ہیں کہ حضرت لقمان نے جو نصیحتیں اپنے بچوں کو کی تھیں وہ نہائت اچھی ہیں اور ہم سب کو وہ اپنے سامنے رکھنی چاہئیں۔ ان نصیحتوں میں نماز روزے کے سلسلہ میں بھی نصیحتیں ہیں اور معاشرہ میں بہتر طریق پر زندگی گزارنے سے متعلق بھی بہت اچھی اچھی نصیحتیں ہیں۔ مثلاً یہ کہ غصہ سے لوگوں کے سامنے اپنے گال نہ پھلا اور زمین پر تکبر سے اکڑ اکڑ کے نہ چل۔ اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر۔ اپنی آواز کو بے وجہ زیادہ اونچی نہ کر۔

○ مبارک احمد چیمہ صاحب نے اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ والدین سے بہتر سلوک کرنا چاہیئے۔ ماں سے تو بہت ہی اچھا سلوک کیا جانا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے ایک حدیث کا بھی حوالہ دیا ہے

اگر بچے کوئی سوال پوچھنا چاہیں تو ہمیں لکھیں ہم بچوں کے کالم میں ان کا سوال اور اپنا جواب شائع کرنے میں خوشی محسوس کریں گے

آپ کا خط ملا

مرزا خلیل احمد صاحب کراچی سے لکھتے ہیں

زندگی کا ایک حصہ سفر میں گزرا اور اب بھی خداوند تعالےٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ سفر کے کافی مواقع ملتے ہیں اور جماعتوں میں جانے کا اتفاق ہوتا ہے۔ ایک بات جو میں نے خاص طور پر اپنے بھائیوں میں نوٹ کی ہے وہ یہ ہے کہ بعض بہت چھوٹی باتوں کو ملحوظ خاطر نہیں رکھتے۔ شاید اس لئے کہ وہ اہم نہیں ہیں۔ یعنی وضو کرنا۔ نماز کو سنوار کر پڑھنا۔ یا ہاتھ باندھنا۔ سجدہ میں ہاتھوں کو صحیح جگہ پر رکھنا۔ اور خاص طور پر صفوں کا سیدھا رکھنا۔ میرا خیال ہے کہ اگر امام الصلوٰۃ جو عام طور پر ہر جگہ پر معزز رکن جماعت ہوتا ہے۔ وہ نماز شروع کرنے سے پہلے صفوں کو سیدھا کروالے تو کچھ عرصہ کے بعد مقتدیان خود بخود صفوں کو سیدھا کرنے لگ جائیں گے۔ اور اس طرح تمام جماعت کی فطرت ثانیہ بن جائے گی اس ضمن میں حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی ایک نصیحت جو میں نے تشحیذ الاذہان میں سے فوٹو کاپی کروائی ہے ارسال خدمت کر رہا ہوں۔ اگر آپ اسے بطور یاد دہانی الفضل کے کالموں کی زینت بنا دیں۔ عین ممکن ہے کہ اس کی اشاعت بطور یاد دہانی کام کرے اور جماعت کے افراد کی توجہ اس طرف مبذول ہو جائے۔

ایک دفعہ کراچی میں حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے نماز سے پہلے بطور خاص صفیں درست کروائیں اور نماز کے بعد مجلس عرفان میں رونق افروز ہو کر فرمایا:۔

"اس وقت جو صفیں درست کرائی گئی تھیں اسی ضمن میں میں یاد دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ نماز میں صفوں کا درست رکھنا بہت ضروری ہے۔ اسے چھوٹی یا معمولی بات سمجھ کر ہرگز نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ بعض باتوں کو چھوٹا سمجھ لیا جاتا ہے۔ اور ان کی چنداں پرواہ نہیں کی جاتی۔ حالانکہ اپنے نتائج کے لحاظ سے وہ چھوٹی نہیں ہوتیں۔ اور ان کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ ایسی ہی باتوں میں سے ایک صفوں کو سیدھا رکھنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صفیں سیدھی رکھنے پر بہت زور دیا ہے اور اس کی وجہ بھی بیان فرمائی ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ آپؐ نے فرمایا۔ صفیں سیدھی رکھو ورنہ تمہارے دل ٹیڑھے ہو جائیں گے۔

ظاہر ہے کہ صفوں کو سیدھا رکھنا کوئی چھوٹی بات نہیں کیونکہ نتیجہ اس کا بہت بڑا ہے۔

.... دل ٹیڑھا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہر معاملہ ہی ٹیڑھا ہو جائے گا۔ جو قدم بھی اٹھاؤ گے وہ الٹا ہی پڑے گا۔ مشرقی قومیں اسی لئے زوال کا شکار ہوئیں کہ انہوں نے بعض باتوں کو چھوٹا سمجھ کر انہیں ترک کر دیا۔ اسی لئے وہ ہلاکت کی طرف جا رہی ہیں ...... پھر فرمایا کہ :۔

"اگر مقتدیوں میں سے بعض نے چھوٹی ہوئی رکعتیں پوری کرنی ہوں یا مسافر امام کے قصر نماز پڑھانے کی صورت میں بقیہ رکعتیں پوری کرنی ہوں تو ایسے مقتدیوں کو اس وقت تک کھڑا نہیں ہونا چاہیئے جب تک امام دونوں طرف سلام نہ پھیر چکے۔ امام کے ایک طرف سلام پھیرے جانے پر کھڑا ہو جانا یا دوسری طرف سلام پھیرے جانے کا عمل مکمّل ہو جانے سے پہلے کھڑے ہو جانا درست نہیں ہے اور اتباعِ امام کی روح کے خلاف ہے۔"

محترمہ نعیمہ طاہرہ صاحبہ دار الیمن ربوہ سے لکھتی ہیں۔

کچھ عرصہ ہوا الفضل میں ایک اعلان شائع ہوا تھا۔ جس میں نعیمہ طاہرہ کی فرسٹ پوزیشن کے بارے میں چھپا تھا۔ گذارش ہے کہ یہ اعلان غلط فہمی کی بنا پر شائع ہوا تھا۔ وہ اس طرح ہے کہ میں نے اپنے بھائی جان کو سندھ میں اطلاع دی تھی کہ فرسٹ ڈویژن لی ہے لیکن انہوں نے فرسٹ پوزیشن سمجھ کر آپ کو اطلاع دے دی۔ جبکہ وہ ایک غیر از جماعت لڑکی ہے جسکی فرسٹ پوزیشن ہے۔ محترمہ شازیہ صاحبہ نے آپ کو صحیح اطلاع دی تھی کہ یہ اعلان غلط ہے جس کے لئے معذرت چاہتی ہوں۔

بچے سکول سے واپس گھر آئیں تو ان کا نہائت پیار سے استقبال کیجیے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ:۔ صـ۴ سے آگے

بھی بے حد خوش ہوئیں بڑا احساس ہی نہ ہونے دیا کہ پوتی ہے پوتا کیوں نہیں ہوا سب کو لڈو ہی کھلاتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تیسرے سال میں ہی پوتے کی خوشی دکھائی جب کہ وہ میرے پاس نہ تھیں بلکہ ربوہ مستقل رہائش اختیار کر لی تھی اور چھوٹی امی میرے پاس تھیں مبارکباد کا تار حضور سے نام رکھوا کر دیا مگر چھوٹی امی اکثر پیار سے اُن کو چڑایا کرتی تھیں کہ صالحہ جب تم ابو کے پاس ہوتی ہو تو پوتی ہوتی ہے اور جب میں تھی تو خدا نے ہمیں پوتا دیا۔ یہ پیار سے جتلانا ہوا کرتا تھا اور فخر محسوس کرتی تھیں کہ سب ہمارے بچے پوتے پوتیاں ہمیں کتنا پیار کرتے ہیں۔ میرے لئے دونوں برابر تھیں اس بات سے میں فخر سے کہہ سکتی ہوں کہ میں اُن خوش قسمت بہوؤں میں سے ہوں جن کو ماں باپ کے پیار کے علاوہ سسرال جا کر بھی پیار ملا۔ اللہ میاں سب کی بچیوں کو ایسے گھرانے عطا کرے۔

اماں جی کی اور خوبیوں کے علاوہ اُن کا خاص وصف یہ تھا کہ بہت زیادہ مہمان نواز تھیں۔ مہمان کی آمد سے بہت خوش ہوتیں اور ہر ممکن کوشش اور خواہش ہوتی کہ مہمان کی خوب جی بھر کر تواضع کریں اگر گھر میں کچھ خاص چیز موجود نہ ہوتی تو نوکر کو یا کسی بچے کو بازار بھجوا کر منگوالیتیں اور مہمان کو اصرار کر کے زیادہ دیر بٹھاتیں کھانے کا وقت ہوتا تو کھانا کھلاتیں وگرنہ موسم اور مہمان کے مطابق اس کی خاطر و مدارت کرتیں۔

لجنہ کی میٹنگز میں باقاعدہ جاتیں اور جمعہ کی نماز کا خاص اہتمام کرتیں اور صحت کے دنوں میں پیدل چل کر بیت الحمد جاتیں چندہ کی بڑی پابندی کرتی تھیں۔ قادیان دارالامان میں ایک مرتبہ دارالیتامیٰ کے لئے حضرت فضل عمر کی تحریک پر کہ ہر عورت آٹا گوندھتے وقت اگر ایک مٹھی بھر آٹا الگ نکال کر رکھ لے تو ایک ہفتہ کے بعد اُسے تو کمی کا احساس بھی نہ ہو گا مگر جمع شدہ آٹا ایک خاندان کی کفالت کر سکے گا۔ اماں جی نے بتایا کہ وہ بھی چند اور بہنوں کی مدد سے اس کار خیر میں حصّہ لیا کرتی تھیں اور بڑی خوش ہو کر بتایا کہ میں کندھے پر آٹے کی گٹھڑی اٹھا کر جاتی اور گھر کی مالکن کو مخاطب کر کے کہتیں کہ لاؤ کیا جمع کیا ہے تم نے ہفتہ بھر میں ......۔ گویا خدمت کا جذبہ بھی بہت تھا۔ خاص طور پر غریب پروری ان کے اکثر ملنے والے غریب طبقہ کے لوگ تھے جن کا جمگھٹا اُن کے گرد رہتا اور وہ اپنی آمد اور خرچ سے بچا کر بھی ان کی ان کے عزیزوں کی خدمت کرتیں۔ اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں اور تمام حساب کتاب صاف تھا۔ اور بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئیں۔ سلیقہ شعار، اور کفایت شعار بھی بہت تھیں کم سے کم آمد سے بھی کچھ بچا کر بھی تمام خرچ پورے کر لیا کرتیں تھیں مگر اپنے نفس پر نہ خرچ کرنے کی عادی تھیں۔

بالآخر میں اپنے میاں ڈاکٹر افتخار احمد صاحب ایاز جو ان کے سب سے بڑے بیٹے ہیں اور ان کو اپنی والدہ کی وفات کی خبر اُس دیارِ غیر میں ملی ہے جہاں ان کو پہنچے صرف چار دن ہوئے تھے ان کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہوں جہاں کوئی ان کی زبان اور جذبات کو سمجھنے والا بھی کوئی نہیں ہے مگر وہ اللہ کا بندہ راضی برضا ہو گیا ہے بڑی ہمت سے سب کو خطوط لکھے ہیں۔ لکھا ہے کہ "امتحان تو ضرور ہے مگر راضی ہیں ہم اُسی میں جس میں تیری رضا ہو۔ زندگی فانی ہے اماں جی کی خوبیوں کو اپنانے کی کوشش کریں۔"

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور ہم سب کو ان کی خواہش کے مطابق بنائے میں اپنے آقا حضرت امام جماعت اور حضرت آپا جان سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کی بے حد ممنون ہوں جنہوں نے میرے گھر تشریف لا کر اظہار تعزیت فرمایا۔ اور افتخار صاحب کو طوالو میں تسلی اور ہمت کا پیار نامہ بھی بھجوایا۔ علاوہ ازیں میں اُن سب عزیزوں اور بہنوں اور بھائیوں کے علاوہ لجنہ اماء اللہ یو۔کے کی تمام بہنوں کی ممنون ہوں اور یہ شکریہ ادا کرتی ہوں جو اپنا قیمتی وقت صرف کر کے میرے پاس آئیں اور خاصا وقت میرے ساتھ گذارا اور تعزیت کی۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور سب کا حامی و ناصر ہو۔

الفضل کو مضمون بھجواتے وقت صاف تحریر کا لحاظ رکھیں

وصایا

ضروری نوٹ:۔

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ (۱۵) یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۷۴۶۴:۔ میں حمیدہ بیگم بیوہ میاں عبدالحمید صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۷۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن راولپنڈی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۸۹ 19 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) حق مہر ۵۰۰/- روپے وصول شدہ (۲) طلائی زیورات ۳ تولہ مالیتی ۸۵۰۰/- روپے اس وقت مجھے مبلغ ۳۲۷/- روپے ماہوار بصورت پنشن شوہر مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ حمیدہ بیگم بیوہ میاں عبدالحمید صاحب مکان نمبر J-382 ڈھوک الٰہی بخش راولپنڈی۔ گواہ شد نمبر۱۔ میاں عبدالقدوس پسر موصیہ۔ گواہ شد نمبر۲۔ میاں محمد حنیف ولد میاں اللہ بخش ۲۱ اصغر مال راولپنڈی

مسل نمبر ۲۷۴۶۵:۔ میں کشور قدوس زوجہ عبدالقدوس قوم لکھیر پیشہ خانہ داری عمر ۴۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن راولپنڈی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۸۹ 19 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) حق مہر ۴۰۰۰/- روپے بذمہ خاوند (۲) زیورات طلائی وزنی ۲۰ تولہ مالیتی ۵۰،۰۰۰/- روپے اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ کشور قدوس زوجہ میاں عبدالقدوس صاحب J-382 ڈھوک الٰہی بخش راولپنڈی گواہ شد نمبر۱ میاں عبدالقدوس خاوند موصیہ گواہ شد نمبر۲۔ میاں محمد حنیف ولد میاں اللہ بخش صاحب 21 اصغر مال روڈ راولپنڈی۔

پتہ درکار ہے!

○ موصیہ محترمہ رضیہ سلطانہ صاحبہ زوجہ حافظ عبداللطیف رانجھا صاحب بنت میاں عبدالخالق صاحب وصیت ۱۰۲۷۳

○ موصیہ محترمہ عنایت بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم خورشید احمد خانصاحب وصیت ۱۰۱۳۱ سابق سکونت ایم۔ ای۔ ایس رسالپور چھاؤنی

براہ کرم اپنے موجودہ پتہ سے نظارت بہشتی مقبرہ کو مطلع فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

یہ کافی نہیں کہ آپ نے الفضل کسی سے لے کر پڑھ لیا۔ آپ خود خریدیں اور پڑھیں۔

حبوب مفید اٹھرا
HABOOB-I-
MUFEED-I-ATTHRA
۲۰ گرام ۱۵/- روپے
۶۰ گرام ۴۵/- روپے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ :۔ تقریب شادی

اور اللہ کی رحمتوں اور اس کی رضا کی راہوں پر چلنے والی زندگی عطا کرے۔

اس کے بعد مولانا نے احباب سمیت دعا کروائی اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے اس رشتہ کو بابرکت فرمائے۔

درخواست دُعا

○ مکرم مولانا محمد اسماعیل صاحب منیر کا نواسہ عزیز مباہل احمد ایک ماہ سے بیمار چلا آ رہا ہے۔

○ مکرم عبدالشکور صاحب جاوید۔ (دارالرحمت شرقی الف) کی والدہ محترمہ کی آنکھ کا اپریشن ۱۴ ارمئی کو فضلِ عمر ہسپتال میں ہو رہا ہے۔

○ مکرم عبدالوہاب صاحب (جامکے چیمہ) کا چھوٹا بیٹا بعارضہ یرقان شدید بیمار ہے۔

○ مکرم محمد ارشد صاحب کاتب کا نواسہ عزیز مبارز منیب احمد بعارضہ اسہال بیمار ہے۔

○ محترمہ امۃ النصیر صاحبہ اہلیہ مکرم فرید عارف خاں صاحب (کینیڈا) کو جو کار کے حادثہ میں زخمی ہو گئی تھیں ابھی مکمل شفا یابی نہیں ہوئی۔

قارئین کی خدمت میں ان تمام مریضوں کی کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے

بقیہ :۔ صؔا سے آگے

مقابلتاً بلند ہونا شروع ہوا اور شادیاں بھی بالکل خشک ہو کر رہ گئیں اور بعض لوگوں نے حضور کو یہ لکھا کہ اب تو ہمارے جنازوں اور شادیوں میں کوئی فرق نہیں رہا چنانچہ حضرت فضل عمر نے تھوڑا بہت کرنے کی اجازت دے دی کہ موسم کی مناسبت سے تھوڑی بہت تواضع کر دی جائے اس کے بعد حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) نے کچھ اور اجازت دے دی۔ حتیٰ کہ ۱۹۸۲ء میں لوگوں نے مجھے کہا کہ جتنے پیسے خرچ کرنے کی اجازت حضور نے دی تھی اس میں چائے سے زیادہ کھانا دیا جا سکتا ہے۔ اس پر میں نے کہا کہ اگر ایسی بات ہے تو پھر کھانا دینے میں کوئی حرج نہیں۔ بعد ازاں دوبارہ جب ان دعوتوں میں تکلف بڑھنا شروع ہو گیا اور شکایات آنی شروع ہو گئیں تو پھر مجھے یہ کہنا پڑا کہ کھانے میں توازن رکھا جائے اور افراط و تفریط کی بجائے درمیانی راستہ اختیار کیا جائے تو نظام کو ایسے معاملات میں دخل دینے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی"۔

مجلسِ عرفان ۲۳، اگست ۱۹۸۶ء لندن

شکریہ احباب

○ محترمہ زاہدہ خانم صاحبہ محلہ باب الابواب ربوہ لکھتی ہیں کہ ان کے خاوند مکرم رانا بشارت الرحمٰن صاحب اسسٹنٹ وائس پریذیڈنٹ نیشنل بنک آف پاکستان کی المناک رحلت پر احباب جماعت نے کثرت کے ساتھ گھر تشریف لا کر یا بذریعہ خطوط اور ٹیلیگرام ہمدردی کا اظہار فرمایا ہے۔ موصوفہ ان سب احباب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے درخواست کرتی ہیں کہ قارئین مکرم بشارت الرحمٰن صاحب کی بلندی درجات اور ان کے بچوں کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہو۔

○ مکرم عبدالقیوم انجم صاحب دارالرحمت غربی ربوہ ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے ان کی والدہ محترمہ صفیہ خانم صاحبہ کی وفات پر اظہارِ تعزیت فرمایا اور لواحقین کے دلوں کو ڈھارس بندھائی نیز درخواست کرتے ہیں کہ احباب ان کی والدہ محترمہ کی بلندی درجات کے لئے دعا کریں۔

بدلتے موسم کا خیال رکھئے، دھوپ کی تپش سے بچنے کی کوشش کیجیے۔

خبریں

ملکی خبریں

○ کراچی کے مختلف مقامات میں نقاب پوشوں کی فائرنگ سے ۵۔افراد ہلاک ہو گئے۔ نامعلوم افراد نے وفاقی وزیر آغا طارق اور بلوچستان کے وزیرِ اعلیٰ کے بیٹوں سے کاریں چھین لیں اور فرار ہو گئے

○ وفاقی حکومت کی مصالحتی کمیٹی وزیرِ اعلیٰ نواز شریف سے ملاقات کرے گی اس ملاقات میں مرکز اور پنجاب کی مذاکراتی ٹیموں کے درمیان مذاکرات کا طریق کار طے کیا جائے گا۔

○ وزیرِ اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے ملک غلام مصطفےٰ کھر کو پنجاب کے معاملات میں مداخلت سے روک دیا ہے۔ انہیں پنجاب اسمبلی کا الیکشن لڑنے سے بھی روک دیا گیا ہے۔

○ گوجرانوالہ بورڈ کے میٹرک کے نتیجے کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ نتیجہ ۵۷ء۲۴ فیصد رہا۔

○ کراچی میں پیپلز پارٹی کے طالب علم لیڈر نجیب احمد کے مقدمہ قتل میں سے ایم کیو ایم کے لیڈر الطاف حسین کا نام حکومت نے واپس لے لیا ہے۔

○ جھنگ شہر میں فائرنگ کے واقعات جاری ہیں سڑکوں پر رکاوٹیں کھڑی کی گئیں بعض افراد کو زدوکوب بھی کیا گیا۔

○ امریکہ کے صدر بش نے افسوس کا اظہار کیا ہے کہ چین نے انسانی حقوق کے بارے میں اپنا ریکارڈ بہتر نہیں کیا۔ اب امریکی صدر پر یہ دباؤ ہے کہ وہ چین کے ساتھ خصوصی تجارتی تعلقات پر نظر ثانی کریں۔

غیر ملکی خبریں

○ سری نگر میں حالات قابو سے باہر ہو جانے کی وجہ سے بھارتی فوج کی مزید تین کمپنیاں پہنچا دی گئی ہیں یہ فوجی ان ہزاروں فوجیوں کے علاوہ ہیں جو اپریل سے حریت پسندوں کی کارروائیاں کچلنے کے لئے مقبوضہ کشمیر پہنچ کے جا چکے ہیں۔

○ پاکستان اور بھارت کے دفاع اور داخلہ کے سیکرٹریوں کی سطح پر بات چیت ماہ رواں کے آخر یا آئندہ ماہ کے آغاز میں شروع ہو جائے گی۔

○ مقبوضہ کشمیر میں ظلم و تشدد کا جائزہ لینے کے لئے ایمنسٹی انٹرنیشنل کا وفد پاکستان آئے گا۔

○ بھارتی کرکٹ ٹیم کے سابق کپتان سری کانت کو ٹیم سے نکال دیا گیا ہے جب کہ سابق کپتان دلیپ وینگ سارکر کو ٹیم میں شامل کر لیا گیا ہے۔ ٹیم کی قیادت اظہر الدین کریں گے۔

○ لٹویا کی پارلیمنٹ نے آزادی کا اعلان کرنے کے بعد ایک ماہر معاشیات کو اپنا وزیرِ اعظم بھی منتخب کر لیا ہے۔ دریں اثناء دارالحکومت ریگا کی گلیوں میں ٹینک اور دیگر گاڑیاں گشت کر رہی ہیں۔

○ ایم سی سی نے ایک روزہ میچ میں نیوزی لینڈ کو ۶ وکٹ سے ہرا دیا۔ سابق کپتان ڈیوڈ گاور نے ۹۷ رنز بنائے

شاہی طبیب حضرت حافظ حکیم مولانا نورالدین کے مشہور شاگرد حضرت حکیم نظام جان کا

مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)

۱۔ گوجرانوالہ فون ۲۸۱۴۴
۲۔ ربوہ فون ۹۰۶
۳۔ قلعہ کالر والہ ۴۔ ملتان ۵۔ کراچی

ضرورت ہے

"ہمیں ایسے نوجوان لڑکوں کی ضرورت ہے۔ جن کی عمر کم از کم ۲۵ سال میٹرک پاس ہو، اردو کی ہینڈ رائٹنگ اچھی ہو، آفس ورک اور سیلزمین کے لئے ضرورت ہے"۔

میاں بھائی عطر الوز

۱۰، منٹگمری روڈ ۔ لاہور

فون :۔ ۲۲۳۳۷۲ ـ ۲۲۳۳۷۳

پتہ

معیاری ہومیوپیتھک ....

پوٹینسیاں	مرکبات (پیٹنٹ ادویات)	مدر ٹنکچر	گولیاں	ٹکیاں	ملک شوگر

اور کتب تھوک و پرچون دستیاب ہیں

کیور ٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی گولبازار ربوہ

فون ۷۷۱ ـ ۶۰۶ ـ ۶۰۷